جاوید احمد غامدی

ایمانیات

(۱۱)

(گزشتہ سے پیوستہ)

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

۳۔ تکلیف مالا یطاق

انبیا علیہم السلام کے ذریعے سے جو شریعت انسانوں کو دی گئی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے کوئی ایسا حکم کبھی نہیں دیتے جو انسان کے تحمل سے باہر ہو۔ اس کے تمام اعمال میں یہ معیار ہمیشہ سے قائم ہے کہ لوگوں کی طاقت سے زیادہ کوئی بوجھ ان پر نہ ڈالا جائے اور جو حکم بھی دیا جائے، انسان کی فطرت اور اس کی صلاحیتوں کو تول کر دیا جائے۔ چنانچہ بھول چوک، غلط فہمی اور بلا ارادہ کوتاہی پر اس شریعت میں کوئی مواخذہ نہیں ہے اور لوگوں سے اس کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ ظاہر و باطن میں وہ پوری صداقت اور ایمان داری کے ساتھ اس کے احکام کی تعمیل کریں۔ 'لا یکلف اللّٰہ نفسًا الا وسعھا'[۴۶] (اللہ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا) اور اس مضمون کی دوسری آیات اسی سنت کو بیان کرتی ہیں۔ تاہم اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ بندے اگر سرکشی اختیار کر لیں تو اس وقت بھی اللہ تعالیٰ ایسی کوئی تکلیف انھیں نہیں دیتے۔ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ تادیب و تربیت کے لیے،[۴۷] تعذیب کے لیے[۴۸] یا لوگوں کے

۴۶؎ البقرہ ۲: ۲۸۶۔

۴۷؎ بقرہ کی اسی آیت میں جس کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے، آگے یہ الفاظ بھی آئے ہیں کہ پروردگار، تو ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلوں پر ڈالا تھا۔

۴۸؎ یہ قرآن کا عام مضمون ہے اور جگہ جگہ دیکھا جا سکتا ہے۔

برے اعمال کا نتیجہ ان کو دکھانے[49] یا خدا کے مقابلے میں ان کا عجز ان پر ظاہر کر دینے کے لیے[50] اس طرح کی تکلیف یقیناً دی جاتی ہے۔

۴۔ عزل ونصب

ابتلا کا جو قانون اس سے پہلے بیان ہوا ہے، اس کے تحت اللہ تعالیٰ جس طرح افراد کو صبر یا شکر کے امتحان کے لیے منتخب کرتا ہے، اسی طرح قوموں کو بھی منتخب کرتا ہے۔ اس انتخاب کے نتیجے میں جب کوئی قوم ایک مرتبہ سرفرازی حاصل کر لیتی ہے تو اللہ اس کے ساتھ اپنا معاملہ اس وقت تک نہیں بدلتا، جب تک وہ علم و اخلاق کے لحاظ سے اپنے آپ کو پستی میں نہیں گرا دیتی۔ یہ خدا کی غیر متبدل سنت ہے اور اپنی اس سنت کے مطابق جب کسی قوم کے لیے بار بار کی تنبیہات کے بعد وہ ذلت و نکبت کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس کا یہ فیصلہ کسی کے ٹالے نہیں ٹلتا اور دنیا کی کوئی قوت بھی خدا کے مقابلے میں اس قوم کی کوئی مدد نہیں کر سکتی۔ انسان کی پوری تاریخ قوموں کے عزل ونصب میں اس سنت کے ظہور کی گواہی دیتی ہے:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ، وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا، فَلَا مَرَدَّ لَهٗ، وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ (الرعد ۱۳: ۱۱)

”اللہ کسی قوم کے ساتھ اپنا معاملہ اس وقت تک نہیں بدلتا، جب تک وہ خود اپنے اوصاف میں تبدیلی نہ کر لے اور جب اللہ کسی قوم کی شامت لانے کا فیصلہ کر لیتا ہے تو وہ کسی کے ٹالے نہیں ٹل سکتی اور اللہ کے مقابلے میں اس طرح کے لوگوں کا کوئی مددگار بھی نہیں ہوتا۔“

۵۔ نصرت الٰہی

اللہ جب اپنا کوئی مشن کسی فرد یا جماعت کے سپرد کرتا اور اس کو اسے پورا کرنے کا حکم دیتا ہے تو اس کی مدد بھی فرماتا ہے۔ یہ مشن دعوت کا بھی ہو سکتا ہے اور جہاد و قتال کا بھی۔ 'كان حقا علينا نصر المؤمنين'[51] (ایمان والوں کی نصرت ہم پر لازم تھی) اور اس مضمون کی دوسری آیتوں میں یہ بات کئی جگہ بیان ہوئی ہے کہ اس طرح کے کسی مشن کو پورا کرنے میں ایمان والوں کی مدد اللہ نے اپنے اوپر لازم کر رکھی ہے:

۴۹؎ القلم ۶۸: ۴۲۔ النساء ۴: ۱۰۰۔

۵۰؎ البقرہ ۲: ۲۴۔

۵۱؎ الروم ۳۰: ۴۷۔

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

یَـا أَیُّھَـا الَّـذِیْـنَ آمَنُوا، إِن تَنصُرُوا اللّٰہَ یَنصُرْکُمْ، وَیُثَبِّتْ أَقْدَامَکُمْ. (محمد ۴۷:۷)

’’ایمان والو، تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمھاری مدد کرے گا اور تمھارے قدم مضبوط جما دے گا۔‘‘

یہ مدد الل ٹپ نہیں ہوتی۔ اس کا ایک ضابطہ ہے اور یہ اسی کے مطابق ظہور میں آتی ہے۔ اس کی تفصیلات ہم آگے اسی کتاب میں ’’قانون جہاد‘‘ کے زیرعنوان بیان کریں گے۔ اتنی بات، البتہ یہاں واضح رہنی چاہیے کہ اس کے لیے سب سے ضروری چیز صبر اور تقویٰ ہے۔ قرآن کا بیان ہے کہ احد کے موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کا حوصلہ بحال کرنے کے لیے انھیں امید دلائی کہ اللہ تین ہزار فرشتوں سے تمھاری مدد کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تائید کی اور اپنی عنایت سے اس پر دو ہزار فرشتوں کا اضافہ بھی کر دیا، لیکن اس کے ساتھ صراحت کر دی کہ یہ وعدہ اس شرط کے ساتھ ہے کہ مسلمان ثابت قدم رہیں اور خدا اور رسول کی نافرمانی سے بچیں۔

بَـلٰـی، إِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا، وَیَأْتُوْکُمْ مِّنْ فَـوْرِھِـمْ ھٰذَا، یُمْدِدْکُمْ رَبُّکُم بِخَمْسَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُسَوِّمِیْنَ. (آل عمران ۳:۱۲۵)

’’ہاں کیوں نہیں، اگر تم صبر کرو اور خدا سے ڈرتے رہو اور تمھارے دشمن اسی وقت تم پر آ پڑیں تو تمھارا پروردگار پانچ ہزار فرشتوں سے تمھاری مدد کرے گا جو خاص نشان لگائے ہوئے ہوں گے۔‘‘

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

۶۔ توبہ و استغفار

انسان اگر کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے تو اس کے لیے توبہ و استغفار کی گنجایش ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تمھارے پروردگار نے اپنے اوپر رحمت لازم کر رکھی ہے، اس لیے گناہ کے بعد توبہ و اصلاح کر لینے والوں کو وہ کبھی سزا نہیں دیتا۔[52] اس معاملے میں قاعدہ یہ ہے کہ وہ اگر گناہ کے فوراً بعد توبہ کر لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انھیں لازماً معاف کر دیتا ہے، لیکن ان لوگوں کی توبہ ہرگز قبول نہیں کرتا جو زندگی بھر گناہوں میں ڈوبے رہتے اور جب دیکھتے ہیں کہ موت سر پر آن کھڑی ہوئی ہے تو توبہ کا وظیفہ پڑھنے لگتے ہیں۔ اسی طرح جانتے بوجھتے حق کا انکار کر دینے والوں کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی، اگر وہ موت کے وقت تک اس انکار پر قائم رہے ہوں۔ توبہ و استغفار سے متعلق یہ سنت الٰہی قرآن میں اس طرح بیان ہوئی ہے:

إِنَّـمَـا التَّـوْبَۃُ عَـلَـی اللّٰہِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَھَالَۃٍ، ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ، فَأُولٰٓئِکَ یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ، وَکَانَ اللّٰہُ

’’اللہ پر توبہ قبول کرنے کی ذمہ داری تو انھی لوگوں کے لیے ہے جو جذبات سے مغلوب ہو کر گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں، پھر جلدی ہی توبہ کر لیتے ہیں۔ وہی ہیں جن

۵۲؎ الانعام ۶:۵۴۔

عَلِيُماً حَكِيُماً. وَلَيُسَتِ التَّوُبَةُ لِلَّذِيُنَ يَعُمَلُوُنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوُتُ، قَالَ: إِنِّىُ تُبُتُ الْئٰنَ، وَلاَ الَّذِيُنَ يَمُوُتُوُنَ، وَهُمُ كُفَّارٌ، أُولٰٓئِكَ أَعُتَدُنَا لَهُمُ عَذَاباً أَلِيُماً. (النساء۴: ۱۷-۱۸)

کی توبہ اللہ قبول فرماتا ہے اور اللہ علیم و حکیم ہے۔ اُن لوگوں کے لیے البتہ، کوئی توبہ نہیں ہے جو گناہ کیے چلے جاتے ہیں، یہاں تک کہ جب اُن میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے، اُس وقت وہ کہتا ہے کہ اب میں نے توبہ کر لی ہے۔ اسی طرح اُن کے لیے بھی توبہ نہیں ہے جو مرتے دم تک منکر ہی رہیں۔ یہی تو ہیں جن کے لیے ہم نے دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔''

۷۔ جزا و سزا

موت کے بعد جزا و سزا تو ایک اٹل حقیقت ہے، لیکن قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات یہ اس دنیا میں بھی دی جاتی ہے۔ خدا کی عدالت کا جو ظہور قیامت کے دن اس کے منتہاے کمال پر ہونے والا ہے، یہ اسی کی تمہید ہے۔ اس کی جو صورتیں اللہ تعالیٰ نے بالکل متعین طریقے پر بیان فرمائی ہیں، وہ یہ ہیں:

اولاً، جو لوگ دنیا کے طالب ہوتے ہیں، اسی کے لیے جیتے، اسی کے لیے مرتے اور آخرت سے بالکل بے پروا ہو کر زندگی بسر کرتے ہیں، ان کا حساب اللہ تعالیٰ جس کو جتنا چاہتے ہیں، دے کر اسی دنیا میں بے باق کر دیتے ہیں اور ان کی تمام کارگزاریوں کا پھل انھیں یہیں مل جاتا ہے:

مَنُ كَانَ يُرِيُدُ الْحَيٰوةَ الدُّنُيَا، وَزِيُنَتَهَا نُوَفِّ إِلَيُهِمُ أَعُمَالَهُمُ فِيُهَا، وَهُمُ فِيُهَا لاَ يُبُخَسُوُنَ. (ہود۱۱: ۱۵)

''جو دنیا کی زندگی اور اس کے سروسامان ہی کے طالب ہوتے ہیں، اُن کے اعمال کا بدلہ ہم یہیں چکا دیتے ہیں اور اس میں ان کے لیے کوئی کمی نہیں کی جاتی۔''

ثانیاً، رسولوں کے ذریعے سے اتمام حجت کے بعد ان کے منکرین پر اسی دنیا میں عذاب آ جاتا ہے اور ماننے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے ہیں:

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوُلٌ، فَإِذَا جَآءَ رَسُوُلُهُمُ قُضِىَ بَيُنَهُمُ بِالْقِسُطِ، وَهُمُ لاَ يُظُلَمُوُنَ. (یونس۱۰: ۴۷)

''ہر قوم کے لیے ایک رسول ہے۔ پھر جب کسی قوم کے پاس اُس کا رسول آ جاتا ہے تو اس کا فیصلہ پورے انصاف کے ساتھ چکا دیا جاتا ہے اور اُس کے لوگوں پر کوئی ظلم نہیں کیا جاتا۔''

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

یہ خدا کی غیر مبتدل سنت ہے۔ قوم نوح، قوم لوط، قوم شعیب، عاد وثمود اور اس طرح کی دوسری قوموں کے جو واقعات قرآن میں بیان ہوئے ہیں، وہ اسی دینونت کی سرگزشت ہیں۔ انسانی تاریخ میں یہ دینونت آخری مرتبہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کے لیے برپا ہوئی اور اس کے بعد ہمیشہ کے لیے ختم کر دی گئی ہے:

وَمَآ أَرۡسَلۡنَا فِىۡ قَرۡيَةٍ مِّنۡ نَّبِىٍّ إِلَّآ أَخَذۡنَا أَهۡلَهَا بِالۡبَأۡسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمۡ يَضَّرَّعُوۡنَ. ثُمَّ بَدَّلۡنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الۡحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوۡا، وَّقَالُوۡا: قَدۡ مَسَّ اٰبَآءَ نَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ، فَأَخَذۡنٰهُمۡ بَغۡتَةً، وَهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ. وَلَوۡ أَنَّ أَهۡلَ الۡقُرٰى اٰمَنُوۡا وَاتَّقَوۡا لَفَتَحۡنَا عَلَيۡهِمۡ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡأَرۡضِ، وَلٰكِنۡ كَذَّبُوۡا، فَأَخَذۡنٰهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ. (الاعراف ۷: ۹۴-۹۶)

''اور ہم نے جس بستی میں بھی کسی نبی کو رسول بنا کر بھیجا ہے، اس کے رہنے والوں کو جان و مال کی مصیبتوں سے ضرور آزمایا ہے تاکہ وہ عاجزی اختیار کریں۔ پھر ہم نے دکھ کو سکھ سے بدل دیا، یہاں تک کہ وہ خوب پھلے پھولے اور کہنے لگے کہ ہمارے باپ دادوں پر بھی اچھے اور برے دن آتے رہے ہیں۔ آخر کار ہم نے انھیں اچانک پکڑ لیا اور انھیں کچھ خبر بھی نہیں تھی۔ اور اگر ان بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر زمین و آسمان کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے، مگر انھوں نے جھٹلا دیا تو ان کے کرتوتوں کی پاداش میں ہم نے انھیں پکڑ لیا۔''

ثالثاً، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ذریت کے لیے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اگر حق پر قائم ہو تو اسے قوموں کی امامت حاصل ہو گی اور اس سے انحراف کرے تو اس منصب سے معزول کر کے ذلت اور محکومی کے عذاب میں مبتلا کر دی جائے گی۔ 'اَوۡفُوۡا بِعَهۡدِىۡٓ اُوۡفِ بِعَهۡدِكُمۡ'[۵۳] (تم میرا وعدہ پورا کرو، میں تمھارے ساتھ اپنا وعدہ پورا کروں گا) کے الفاظ میں قرآن نے بنی اسرائیل کے ساتھ جس عہد کا حوالہ دیا ہے، وہ یہی ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل میں 'اِنۡ عُدۡتُّمۡ عُدۡنَا'[۵۴] (تم وہی کرو گے تو ہم بھی وہی کریں گے) کی تہدید میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے۔ بائیبل کے صحائف تمام تر اسی کی تفصیلات بیان کرتے ہیں۔

وَإِذِ ابۡتَلٰٓى إِبۡرٰهِيۡمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَأَتَمَّهُنَّ، قَالَ: إِنِّىۡ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا، قَالَ: وَمِنۡ

''اور یاد کرو، جب ابراہیم کو اُس کے پروردگار نے چند باتوں میں آزمایا تو اُس نے وہ پوری کر دیں، فرمایا:

۵۳؎ البقرہ ۲: ۴۰۔

۵۴؎ بنی اسرائیل ۱۷: ۸۔

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

ذُرِّيَّتِىْ؟ قَالَ: لَا يَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِيْنَ. (البقرہ۲:۱۲۴)

میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمھیں لوگوں کا امام بناؤں گا۔ عرض کیا اور میری اولاد میں سے؟ فرمایا: میرا یہ عہد اُن میں سے ظالموں کو شامل نہیں ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا یہی وعدہ ہے جس کی بنا پر خاص بنی اسرائیل کے لیے فرمایا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ، وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ، لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ، وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ، مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ، وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ. (المائدہ۵:۶۶)

''اور اگر وہ تورات وانجیل کو اور اُس چیز کو قائم کرتے جو اُن کے پروردگار کی طرف سے اُن پر نازل کی گئی ہے تو اپنے اوپر سے اور اپنے قدموں کے نیچے سے (اُس کا) رزق پاتے۔ (اس میں شبہ نہیں کہ) ان میں ایک راست رو جماعت بھی ہے، لیکن زیادہ ایسے ہیں جن کے عمل بہت برے ہیں۔''

استثنا میں ہے:

''اور اگر تو خداوند اپنے خدا کی بات کو جان فشانی سے مان کر اس کے سب حکموں پر جو آج کے دن میں تجھ کو دیتا ہوں، احتیاط سے عمل کرے تو خداوند تیرا خدا دنیا کی سب قوموں سے زیادہ تجھ کو سرفراز کرے گا۔ اور اگر تو خداوند اپنے خدا کی بات سنے تو یہ سب برکتیں تجھ پر نازل ہوں گی اور تجھ کو ملیں گی۔ شہر میں بھی تو مبارک ہوگا اور کھیت میں بھی مبارک ہوگا...خداوند تیرے دشمنوں کو جو تجھ پر حملہ کریں، تیرے روبرو شکست دلائے گا۔ وہ تیرے مقابلے کو تو ایک ہی راستے سے آئیں گے، پر سات سات راستوں سے ہو کر تیرے آگے سے بھاگیں گے...اور دنیا کی سب قومیں یہ دیکھ کر کہ تو خداوند کے نام سے کہلاتا ہے، تجھ سے ڈر جائیں گی...اور خداوند تجھ کو دم نہیں، بلکہ سر ٹھیرائے گا اور تو پست نہیں، بلکہ سرفراز ہی رہے گا...لیکن اگر تو ایسا نہ کرے کہ خداوند اپنے خدا کی بات سن کر اس کے سب احکام اور آئین پر جو آج کے دن میں تجھ کو دیتا ہوں، احتیاط سے عمل کرے تو یہ سب لعنتیں تجھ پر نازل ہوں گی اور تجھ کو لگیں گی۔ شہر میں بھی تو لعنتی ہوگا اور کھیت میں بھی لعنتی ہوگا...خداوند تجھ کو تیرے دشمنوں کے آگے شکست دلائے گا۔ تو ان کے مقابلے کے لیے تو ایک ہی راستے سے جائے گا اور ان کے سامنے سے سات سات راستوں سے ہو کر بھاگے گا اور دنیا کی تمام سلطنتوں میں تو مارا مارا پھرے گا۔'' (۲۸:۱-۲۵)

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net